4

کیا یہ بات جُرم ہے کہ کوئی کہے کہ ہم ایک دن زیادہ ہو جائیں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خدمت کی وہ خدا تعالیٰ کی کی، انگریزوں کی نہیں

(فرمودہ یکم فروری 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چند دن ہوئے ہماری ایک بیرونی جماعت کے نمائندے ایک بڑے افسر سے وفد کے طور پر ملے اور وہ باتیں جو اُس افسر سے ہوئیں انہوں نے مجھے بتائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن باتوں کے متعلق مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ وہ دوسروں کی غلط فہمی کے ازالہ میں مُمِد ہوں اور جماعت کو بھی ان کے متعلق علم ہو جائے۔

ایک بات جو اُس افسر نے کہی وہ یہ تھی کہ امام جماعت احمدیہ کی جلسہ سالانہ کی تقریر کے متعلق لوگوں میں بہت تشویش پائی جاتی ہے۔ اُس کا اشارہ میری 27 دسمبر کی تقریر کے اُس حصہ کی طرف تھا جس میں مَیں نے ایک اخبار کے بیان کے متعلق کچھ کہا تھا۔ جہاں تک دیانت داری کے ساتھ خلاصہ بیان کیا جا سکتا تھا اخبارات کے نمائندوں نے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آئے تھے خلاصہ دیانت داری کے ساتھ لکھا تھا۔ اور میرے لئے یہ بات نہایت خوشکن تھی کیونکہ اخبارات کے بعض نمائندے بددیانتی سے اور بعض نمائندے بے احتیاطی سے خلاصہ میں

اکثر غلطی کر جاتے ہیں۔مگر خلاصہ بہرحال اصل مضمون کا قائمقام نہیں ہوا کرتا۔

میرا وہ حصۂ تقریر اس بارہ میں تھا کہ ایک اخبار نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ پاکستان ایک قانون ننانوے فیصدی آبادی کے فائدہ کے لئے جاری کرنا چاہتی ہے۔لیکن امام جماعت احمدیہ نے ایک کتاب لکھی ہے اوراس کے خلاف رائے دی ہے۔اس لئے حکومت کو چاہیے کہ وہ مرزا صاحب کے خلاف کارروائی کرے اورانہیں سزا دے۔قطع نظر اس کے کہ اخبار نویس نے واقعات کو بگاڑ کر پیش کیا تھا وہ قانون اب پیش ہورہا ہےاور کتاب جس کی طرف اخبار نے اشارہ کیا تھا آج سے دوسال قبل چُھپ چکی ہے۔پس یہ ایک صحافتی بددیانتی ہے کہ بعد میں آنے والے قانون کے خلاف اُس کتاب کوقرار دیا جائے جوقریباً دوسال پہلے لکھی گئی تھی۔اوراس قسم کی بددیانتی کی پہلے بھی اس اخبار میں بعض مثالیں پائی جاتی ہیں۔چنانچہ ''آفاق'' میں اسی مسئلہ کے متعلق متعدد جھوٹے اورجعلی مضامین شائع ہوئے ہیں جوایک ہی آدمی نے مختلف ناموں سے شائع کرائے اورظاہر یہ کیا گیا کہ وہ مختلف لوگوں کے ہیں۔گویا کہ بہت سے لوگوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے۔حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ ایک ہی آدمی تھا جس نے وہ سارے مضامین لکھے۔جب ایک احمدی نے اس بارہ میں''آفاق'' کوچیلنج بھجوایا تو نہ اُس کا مضمون چھاپا گیا نہ اِس امر کی تردید کی گئی جس سے اس روایت کی تصدیق ہوجاتی ہے۔اس بات کونظرانداز کرتے ہوئے اصل سوال جو اس اخبار نے لیا تھا اس سے جومفہوم نکلتا تھا وہ یہ تھا کہ چونکہ امام جماعت احمدیہ نے اکثریت کےخلاف رائے ظاہر کی ہےاس لئے وہ سرزنش کے قابل ہے۔گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ اس کے خلاف کارروائی کرے۔

میں نے اس اخبارکو یہ جواب دیا تھا کہ خیالات کا ظاہرکرنا جُرم نہیں۔یہ تو جمہوریت کے اصول کےمطابق ہے۔100 میں سے 10 توالگ رہےاگرنوکروڑننانوےلاکھ ننانوے ہزارنوسوننانوے کی ایک رائے ہواور ایک آدمی کی ایک رائے ہوتو ایک آدمی جمہوریت کے مطابق نو کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزارنوسوننانوے سے اختلاف رکھ سکتا ہےاوراسے حق پہنچتا ہے کہ وہ نوکروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزارنوسوننانوے کے خلاف رائے دے۔جُرم یہ ہوتا ہے کہ خلافِ قانون عمل کیا جائے۔اور خلافِ قانون عمل خواہ ننانوے فیصدی آبادی بھی کرے یا پچاس فیصدی کرے یا چالیس فیصدی کرے وہ ناجائز ہوگا۔لیکن اپنی رائے کو ظاہرکرنا کسی

صورت میں بھی ناجائز نہیں خواہ ننانوے فیصدی سے زیادہ اکثریت دوسری طرف ہو۔ یہ ہمارا مسلک ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔

اِسی سلسلہ میں مَیں نے اپنی تقریر میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ احمدیت صداقت اور سچائی پھیلانے آئی ہے اور چونکہ احمدیت سچائی اور صداقت پھیلانے آئی ہے اس لئے ایک وقت آنے والا ہے کہ ننانوے فیصدی لوگ اس میں داخل ہو جائیں گے اور اُس وقت باقی لوگ یہ خیال کریں گے کہ شاید اب احمدی ان کے خلاف فتویٰ دیں گے لیکن میں نے بتایا تھا کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ اکثریت کے خلاف اقلیت اپنی رائے ظاہر نہیں کرسکتی۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اختلافِ رائے جُرم نہیں۔ ہاں فتنہ وفساد اور شرارت کرنا جُرم ہے اور دیانت کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو پکڑا جائے۔ میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں اکثریت دے گا تو ہم ایسا نہیں کریں گے کہ جو لوگ اختلافِ رائے رکھیں انہیں پکڑ لیں۔ بلکہ جب خدا تعالیٰ ہمیں اکثریت عطا کرے گا تو ہم باقی لوگوں سے کہیں گے کہ جو باتیں تم نے پہلے کہی ہیں ہم وہ بھی معاف کرتے ہیں اور آئندہ بھی تم اپنا اختلاف ہم سے ظاہر کر سکتے ہو۔ یہ مضمون تھا جو میں نے اُس دن بیان کیا تھا۔ اب کسی جماعت کا خصوصاً جب وہ صداقت پیش کرے یہ عقیدہ رکھنا کہ ایک دن وہ دنیا بھر میں پھیل جائے گی اور اکثریت اُس میں داخل ہو جائے گی کوئی جُرم نہیں۔ کبھی تم نے کوئی ایسی صداقت بھی دیکھی ہے یا دنیا میں کوئی ایسی سچائی بھی آئی ہے جس نے یہ اعلان کیا ہو کہ وہ گھٹے گی بڑھے گی نہیں؟ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ وہ بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں؟ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ وہ بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں تو کیا وہ اُس وقت فساد کرتے تھے اور سرزنش کے قابل تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ وہ بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں؟ اور جب وہ کہا کرتے تھے ہم بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں تو کیا وہ فساد کرتے تھے یا شرارت کرتے تھے؟ اور کیا وہ قابلِ مؤاخذہ تھے؟ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی بات کہی کہ ہم بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں۔ اور جب آپ نے یہ بات کہی کہ ہم بڑھیں گے گھٹیں گے نہیں تو کیا آپ فتنہ پھیلا رہے تھے؟ یہ بات تو عقل کے ہی خلاف ہے۔ جو صداقت بھی دنیا میں آئے گی وہ یہی کہے گی کہ ہم نے بڑھنا ہے۔ سچائی کی علامت ہی یہی ہوتی ہے

کہ وہ بڑھے۔ کیا کسی کا کسی عقیدہ کو صحیح سمجھ کر مان لینا فتنہ ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہم انگلینڈ میں جا کر کہیں کہ ہم یہاں اتنی تبلیغ کریں گے کہ بادشاہ بھی احمدی ہو جائے گا تو یہ فتنہ نہیں ہوگا، یہ فساد نہیں ہوگا۔ وہ اتنا ہی کرسکتا ہے کہ کہہ دے کہ میں احمدی نہیں ہوتا۔ ہم کہیں گے اچھا تم احمدی نہ ہوئے تو تمہاری اولاد احمدی ہو جائے گی۔ یہ صداقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کُجا یہ کہ اسے فتنہ کہا جائے۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ احمدیت سچی ہے تو ہم یہ یقین بھی رکھتے ہیں کہ نوے فیصدی تو کیا اس سے بھی زیادہ لوگ اس میں داخل ہوں گے۔

پھر دوسری بات بھی کہ جب ہم زیادہ ہو جائیں گے سختی نہیں کریں گے کسی فتنہ کا موجب نہیں۔ آخر یہ کون سی جُرم والی بات ہے کہ ہم کہیں ہم جب دنیا میں پھیل جائیں گے یا یہ کہ جب ہم زیادہ ہو جائیں گے تو تھوڑوں پر سختی نہیں کریں گے۔ اس میں کون سی ہتک والی بات ہے۔ یہ خلاصہ ہے میری تقریر کا۔ اب جو شخص اس پر خفگی کا اظہار کرتا ہے اُس کا یہ فعل جائز نہیں۔ افسر کے تو معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ وہ کسی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور دوسروں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی عادت ڈالے۔ اس افسر کا یہ کام تھا کہ وہ دوسروں سے پوچھتا کہ آخر وہ کون سی بات ہے جس پر تمہیں جوش آ رہا ہے۔ کیا یہ بات جُرم ہے کہ کوئی کہے ہم ایک دن زیادہ ہو جائیں گے، ہماری اکثریت ہو جائے گی اور ہم دنیا میں پھیل جائیں گے؟ احمدی کیا دنیا کا ہر فرقہ یہی کہتا ہے۔ کون نہیں کہتا کہ ہم زیادہ ہو جائیں گے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ اکثریت ہماری ہوگی۔ یا پھر کیا یہ جُرم والی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جب ہم زیادہ ہو جائیں گے تو تھوڑوں پر سختی نہیں کریں گے؟ اگر خلاصہ اس رنگ میں بیان کیا جائے تو میں حیران ہوں کہ دوسرے لوگ کس طرح ناراض ہو سکتے ہیں۔ ہر جماعت اور ہر فرقہ کا یہ حق ہے بلکہ یہ خوبی ہے کہ وہ کہے ہم جب زیادہ ہو جائیں گے تو تھوڑوں پر سختی نہیں کریں گے۔ یہ تو قابلِ تعریف بات ہے اس میں گھبراہٹ والی کون سی بات ہے۔

دوسری بات اُس افسر نے یہ کہی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات نہایت ناپسندیدہ تھی اُسے ایسا کہنے کا حق نہیں تھا۔ اُس نے کہا کہ مرزا صاحب نے انگریزوں کو ایک خط لکھا تھا جس میں یہ تحریر کیا تھا کہ میں نے آپ کی بہت سی خدمات کی ہیں لیکن مجھے ان خدمات کا کوئی اجر نہیں ملا۔

جہاں تک اس مضمون کا تعلق ہے مجھے یاد نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کوئی مضمون لکھا ہو۔ لیکن فرض کرو کہ آپ نے کوئی ایسا خط لکھا تھا تو سوال یہ ہے کہ جس شخص کو یہ خط لکھا گیا تھا اُس نے اس کا کیا مفہوم لیا تھا؟ کیا اس نے بھی اُس خط کا یہی مطلب لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے اپنی خدمات کا بدلہ مانگ رہے ہیں؟ اور اگر اس نے یہی مطلب لیا تھا تو اس نے آپ کو کیا دیا؟ اس کا آخر کوئی نتیجہ بھی تو ہونا چاہیے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خدمات انگریزوں کی کی تھیں وہ انعام حاصل کرنے والے مسلمانوں سے حقیر تھیں۔ اگر ایسا تھا تو پھر تمہیں مرزا صاحب پر غصہ نہیں آنا چاہیے۔ اپنے آباؤ و اجداد اور اپنے مولویوں پر غصہ آنا چاہیے جنہوں نے خطاب لئے، جائیدادیں لیں، انعامات حاصل کئے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ انگریزوں کی خدمات کی تھیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو میں ان افسر صاحب سے پوچھتا ہوں (میں ذاتی طور پر اُن کو اچھا آدمی سمجھتا رہا ہوں) کہ آپ کے علماء اور امراء اور رشتہ داروں کو جو انعامات ملے مرزا صاحب کو اُن سے زیادہ کیوں نہ ملے؟ کیا انگریز اتنا پاگل تھا کہ مرزا صاحب کو بڑی خدمات کا صلہ تو اُس نے نہ دیا اور دوسرے مسلمانوں کو حقیر خدمات کا صلہ اُس نے دیا۔ اگر کہو کہ مرزا صاحب انگریز کی تعریف منافقت سے کرتے تھے اور دوسرے مسلمان سچے دل سے، اس لئے انگریز نے دوسرے مسلمانوں کو صلہ دیا مگر مرزا صاحب کو کوئی صلہ نہ دیا۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ انگریزوں کا دلی خیر خواہ اسلام کا دشمن ہے یا وہ جو دل سے تو اُس کا دشمن تھا مگر منہ سے اس کی تعریف کر دیتا تھا؟ انگریزوں کا باوجود ان بڑی خدمات کے جو مرزا صاحب نے کیں ان کو تو صلہ نہ دینا مگر مولویوں میں سے بعض کو اور دوسرے مسلمان لیڈروں میں سے بعض کو صلہ دینا بتاتا ہے کہ انگریز کم سے کم یہ خوب سمجھتا تھا کہ مرزا صاحب مجھ پر احسان نہیں کر رہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنے مذہب کے اظہار کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی تحریرات کا اِس سے زیادہ مطلب کچھ نہ تھا کہ میں کسی بدلہ کی خواہش کے بغیر یہ کام کر رہا ہوں۔

قرآن کریم میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا

میں تم سے اِس کام کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اس کام کا بدلہ میں خدا تعالیٰ سے لوں گا 1 جس نے یہ کام میرے ذمہ لگایا ہے۔ کیا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اشارہ کر رہے تھے کہ مجھے کچھ دو؟ یہ صاف بات ہے کہ لوگ انگریزوں کی خدمات بجا لاتے تھے اور وہ اُنہیں انعامات بھی دیتے تھے۔ لیکن ان خدمات اور انعامات کے مقابلہ میں کوئی شور نہیں پڑتا۔ تمام مسلمان چپ ہیں۔ لوگ ان انعام یافتوں کی دعوتیں کرتے ہیں اور اس اعزاز کی وجہ سے اُن کا احترام بھی کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے اس فعل کو ناپسند نہیں کرتے۔ اگر مرزا صاحب پر مولوی لوگ اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نے انگریزوں سے تعاون کیا، اُن کی مدد کی اور اِس طرح اُن کی طاقت کو بڑھایا۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کا انگریزوں سے یہ تعاون کسی غرض کے لئے تھا تو انگریزوں نے ان کی کیا مدد کی؟ پنجاب موجود ہے اِس میں دس پندرہ ہزار مربع زمین انگریز کی خدمات کے بدلہ میں لوگوں کو ملی ہے۔ ان دس پندرہ ہزار مربعوں میں سے مرزا صاحب کو کتنے ملے ہیں؟ یا وہ کون سے خطابات ہیں جو انگریزی حکومت نے مرزا صاحب کو دیئے؟ مرزا صاحب تو فوت ہو گئے ہیں آپ کے زمانہ میں حکومت کی طرف سے کسی خطاب یا انعام کی آفر (Offer) نہیں آئی تھی لیکن میرے زمانہ میں حکومت نے یہ کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کو کوئی خطاب دینا چاہتے ہیں۔ لیکن میں نے ہر دفعہ یہی کہا کہ میں تمہارے خطاب کو ذلّت سمجھتا ہوں۔ اور جس چیز کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ اپنی ذلت اور ہتک سمجھتا ہے اُس کا بانی اس کی کیا حقیقت اور قیمت سمجھتا ہوگا۔

تین دفعہ حکومت نے یہ کہا کہ ہم کوئی خطاب دینا چاہتے ہیں۔ ایک دفعہ حکومتِ ہند کے ایک ممبر نے ایک احمدی کو بلا کر کہا کہ کیا تم اس بات کا پتا کر سکتے ہو کہ اگر ہم مرزا صاحب کو کوئی خطاب دینا چاہیں تو وہ خطاب لے لیں گے؟ یعنی ان کے دل میں بھی شبہ تھا کہ اگر ہم نے کوئی خطاب دیا تو یہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ جس شخص سے حکومت کے اُس ممبر نے اِس بات کا ذکر کیا اُس میں اتنا ایمان نہیں تھا وہ سمجھتا تھا کہ اگر خلیفہ کی شان کے مطابق کوئی انعام مل جائے تو اس میں ہماری عظمت ہوگی۔ اس نے بیوقوفی سے کہہ دیا کہ اگر آپ ان کی شان کے مطابق کوئی انعام دے دیں گے تو وہ لے لیں گے۔ اور مثال دی کہ جس طرح کا خطاب سر آغا خاں کو دیا گیا ہے

اُسی قسم کا خطاب دے دیا جائے جو ان کی شان کے مطابق ہو تو وہ انکار نہیں کریں گے۔ اس کے بعد مجھ کو خط لکھا تو میں نے جواب دیا کہ تم کتنے گھٹیا درجہ کے مومن ہو۔ وہ خلیفۃ المسیح کے خطاب سے بڑھ کر کون سا خطاب مجھے دیں گے۔ میں ایک ماٴمور من اللہ کا خلیفہ ہوں اگر وہ مجھے بادشاہ بھی بنا دیں گے تو وہ اس خطاب کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوگا۔ تم فوراً جاؤ اور اُس ممبر سے کہو کہ میں نے جو جواب دیا تھا وہ غلط تھا۔ اگر آپ انہیں کوئی خطاب دیں گے تو وہ اسے اپنی ذلّت اور ہتک سمجھیں گے۔ اِسی طرح ایک دفعہ حکومت کے ایک رکن نے میرے ایک سیکرٹری سے کہا کہ اب خطابات دیئے جانے کا سوال ہے۔ اگر مرزا صاحب منظور کرلیں تو انہیں بھی کوئی خطاب دے دیا جائے۔ تو انہوں نے کہا وہ آپ کا کوئی خطاب برداشت نہیں کریں گے۔ اسی طرح ایک اَور افسر نے ایک احمدی رئیس سے کہا کہ اب مربعے مل رہے ہیں۔ اگر مرزا صاحب پسند کریں تو انہیں بھی کچھ مربعے دے دیئے جائیں۔ انہوں نے مجھ سے اِس بات کا ذکر کیا تو میں نے کہا یہ تو میری ذلّت اور ہتک ہے کہ میں حکومت سے کوئی انعام لوں۔ اِس کا تو یہ مطلب ہوگا کہ ہم پیسوں کے لئے سب کام کرتے ہیں۔

پس یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزوں کو کوئی چٹھی لکھی ہو اور اُن سے اپنی خدمات کے بدلہ میں کوئی چیز مانگی ہو اور انگریز خاموش رہا ہو۔ میری نظر سے تو ایسا کوئی مضمون نہیں گزرا۔ لیکن فرض کرو اگر آپ نے ایسا کوئی فقرہ لکھا بھی تھا تو جس شخص کو یہ فقرہ لکھا گیا تھا اُس نے اس کے کیا معنی لئے تھے؟ اگر اس نے یہی معنی لئے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی خدمات کے بدلہ میں اُن سے کچھ انعام مانگ رہے ہیں تو انہوں نے ان لوگوں کو جنہوں نے بعض حقیر خدمات کیں (ہمارے نزدیک تو ہر نیک کام خدمت ہوتی ہے لیکن یہاں وہ خدمات مراد ہیں جو کسی لالچ اور طمع کی بناء پر کی جائیں) زمینیں دیں، خطابات دیئے، اعزاز بھی کئے لیکن حضرت مرزا صاحب کی ان خدمات کا جن پر مولوی آج بھی سر پیٹ رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے انگریزوں کی مدد کر کے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کردیں اور ان کی طاقت کو بڑھایا ہے کوئی بدلہ نہ دیا۔ ان حالات کو دیکھ کر دو باتوں میں سے ایک ہی ماننی پڑتی ہے۔ یا یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں کی کوئی خدمت نہیں کی یا خدمت تو کی تھی مگر اس کا بدلہ لینا پسند نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اسے خدا تعالیٰ کی خدمت سمجھتے تھے۔

تیسری کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ اب اگر آپ نے انگریزوں کی خدمات نہیں کی تھیں تو پھر شور کیسا۔ اور اگر خدمات کی تھیں لیکن ان کا بدلہ لینے کے لئے آپ تیار نہیں تھے تو سیدھی بات ہے کہ وہ خدمات دراصل اسلام کی تھیں، وہ خدمات خدا تعالیٰ کی تھیں اور اس نے ان کا بدلہ دے دیا۔ اس میں ناراضگی کی کون سی بات ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے ان خدمات کا یہ بدلہ نہیں دیا کہ مولویوں کی انتہائی مخالفت کے باوجود حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت بڑھتی چلی گئی؟ یہ بدلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمات کا دیا۔ پھر انگریز لوگوں کو دس بیس مربعے دیتے تھے مگر خدا تعالیٰ کے صلہ کو دیکھو کہ ہزاروں وہ لوگ جنہیں انگریزوں نے مربعے دیئے تھے یا انگریزوں سے پہلے زمانہ کے وہ بڑے زمیندار تھے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ پٹھانوں، مغلوں اور انگریزوں کی دی ہوئی زمینیں ہمیں مل گئیں۔ ان کے احمدی ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا مال ہے ان کا نہیں۔ کیا انگریز یہ بدلہ دے سکتے تھے؟ ان کی دی ہوئی زمینیں تو اب حکومت چھین رہی ہے۔ حکومت نے یہ قانون پاس کر دیا ہے کہ ہر وہ زمین جو علاوہ فوجی خدمات کے کسی اَور خدمت کے صلہ میں انگریزی حکومت نے کسی کو دی ہو وہ چھین لی جائے۔ لیکن ہماری زمینیں اور انعامات کوئی چھین تو لے؟ اس کا ایمان کے ساتھ تعلق ہے سچے احمدی کے پاس جو چیز ہوگی وہ احمدیت اور اسلام کی ہوگی۔

یہی مضمون میں نے ایک قطعہ میں بیان کیا ہے جو مجھے رؤیا میں معلوم ہوا اور اب الفضل میں چھپ چکا ہے۔ میں نے دیکھا کہ کراچی کا کوئی اخبار ہے جو کسی دوست نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اس میں کچھ باتیں احمدیت کی تائید میں لکھی ہوئی ہیں۔ اُس اخبار پر سرخ سیاہی سے اُس دوست نے نشان کر دیا ہے تا کہ میں اُس کو پڑھ سکوں۔ میں نے وہ مضمون پڑھا۔ اس مضمون کے نیچے چار کالموں میں چار قطعات دو دو شعر کے چھپے ہوئے ہیں اور اچھے موٹے موٹے حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے وہ قطعات پسند کئے اور چاہا کہ میں بھی ایک قطعہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے دو شعر کہے۔ جوں جوں میں شعر کہتا جاتا تھا وہ چھپتے چلے جاتے تھے۔ وہ قطعہ یہ تھا۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت لولاک
ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک

جو آپ کی خاطر ہے بنا آپ کی شے ہے
میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپ کی املاک

درحقیقت جب ایک شخص صداقت کو قبول کرتا ہے تو اُس کا کچھ نہیں رہتا۔ جو کچھ اُس کا ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی خاطر سارا کام کیا تھا اور خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ بدلہ دیا جو نہ انگریز نہ کوئی اَور دے سکتا تھا۔ انگریزوں کے اپنے سلوک سے ظاہر ہے کہ وہ بھی سمجھتا تھا کہ مرزا صاحب میرا انعام نہیں لیں گے۔ پھر اگر مرزا صاحب انعام لینا قبول بھی کر لیتے تو وہ کیا دیتا؟ یہی کہ چند مربعے زمین دے دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اتنے مربعے دیئے جو انگریز نہیں دے سکتے تھے۔ سینکڑوں ایسے لوگ جن کے پاس کئی کئی مربعے زمین تھی اور بعض کے پاس سوسو دو دو سو مربع زمین تھی احمدی ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے احمدیت کو اتنا کچھ دیا جو انگریزوں کی طاقت سے باہر تھا۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خدمت کی تھی وہ انگریزوں کی نہیں تھی۔ آخر آپ نے یہی کہا تھا کہ فساد نہ کرو، حکومت کی اطاعت کرو اور امن قائم رکھو اور جہاد کے غلط معنی نہ کرو۔ اور یہ خدمت اسلام کی خدمت تھی۔

ہم دیکھتے ہیں جوں جوں دوسرے ممالک کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق قائم ہوتا چلا جاتا ہے اقتصادیات، سیاسیات اور معاشیات کے ماہر یہ کہہ رہے ہیں کہ جہاد کی یہ تعریف نہیں کہ جو مسلمان نہ ہو اُسے قتل کر دیا جائے بلکہ جہاد کے معنی محض دفاع کے ہیں۔ جب پنڈت نہرو نے جہاد کے لفظ پر اعتراض کیا تو موجودہ پرائم منسٹر جو اُس وقت گورنر جنرل تھے انہوں نے اعلان کیا کہ جہاد کے تم معنی ہی نہیں سمجھتے۔ جہاد کے معنی دفاع کے ہیں۔ اور یہی معنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے تھے۔ جب اَور کوئی رستہ نہ ملا تو لوگ اب آپ کی نقل کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ بدلہ اَور کیا مل سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کیا تھا وہ اسلام کی خدمات تھیں۔ اگر آپ انگریزوں کی خدمات کرتے تو مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ اگر اشارہ بھی کرتے تو انگریز دوڑا ہوا آتا۔ خدا تعالیٰ کا بدلہ دینا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کیا تھا خدا تعالیٰ کی خاطر کیا تھا اور آپ کی نیت نیک تھی۔ ورنہ وجہ کیا ہے کہ سارے مولوی اپنا پورا زور احمدیت کے خلاف لگا رہے ہیں لیکن وہ احمدیت کا کچھ بگاڑ نہیں سکے۔

خود آفاق کے نمائندے نے جلسہ سالانہ کی ڈائری لکھتے ہوئے کہا ہمارے بڑے بڑے مولوی احمدیت کی مخالفت کرتے آئے ہیں لیکن ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکے، یہ بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ صاف بات ہے کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کی مدد کر رہا ہے۔ جب دشمن دیکھتا ہے کہ وہ تبلیغ کے ساتھ احمدیت پر غالب نہیں آسکتا تو وہ اشتعال انگیزی شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اس سے بنتا کیا ہے؟ **دشمن کی اشتعال انگیزی سے ہمیں عارضی جسمانی نقصان تو پہنچ سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے باوجود یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا اور بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ آسمان ٹل سکتا ہے زمین ٹل سکتی ہے۔ مگر اس سلسلہ کی دنیا میں اشاعت کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ نہیں ٹل سکتیں۔ خواہ تمام دنیا کی طاغوتی طاقتیں مل کر بھی اس کے راستہ میں کیوں نہ کھڑی ہو جائیں۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ بِفَضْلِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ۔''**

(الفضل 13 فروری 1952ء)

1: قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا۔ (الشوریٰ: 24)